ویدکی حقیقت

لیکچر منشی عبد الحق صاحب متعلم اشاعت اسلام کالج جو سالانہ جلسہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام پر بتاریخ ۲۶ دسمبر ۱۹۱۵ء ہوا

الٓمّٓ ذٰلک الکتٰب لا ریب فیہ ھدًی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاٰخرۃ ھم یوقنون اولٰئک علیٰ ھدًی من ربھم واولٰئک ھم المفلحون۔ ترجمہ

میں اللہ متجمع جمیع صفات کاملہ اور منبع علم و ہدایت ہوں اپنے کامل علم کی بنا پر تمھیں یہ اطلاع دیتا ہوں کہ یہ وہ عظیم الشان کتاب ہے کہ جس میں کسی قسم کے شک وشبہ کو دخل نہیں اور دوسرے الہامی صحیفوں کی طرح اس میں شکوک اور شبہات دوارد نہ ہونگے۔ زمانہ کی دستبرد سے محفوظ علمی انکشافات یا سائنس جدیدہ اس کی تعلیم میں کسی قسم کا شک وشبہ پیدا نہ کرسکے گا۔ ہر زمانہ کی ضروریات کے مطابق کامل تعلیم موجود ہے۔ تمام متشککین کی دلی امراض کا اس میں علاج ہے متقیوں کے لیئے۔ ہاں ان لوگوں کے لیئے جو کسی قدر بھی صلاحیت اپنے اندر رکھتے ہیں ادنیٰ سے ادنیٰ متقی سے لے کر اعلیٰ سے اعلیٰ متقی تک کے لیئے یہ کتاب مشعل راہ ہدایت ہے۔ تمام قسم کے متقی جو مختلف الہامی کتابوں کے ذریعہ مختلف دیار و امصار کے پروفیسروں نے اپنے اپنے سکولوں میں تیار کئے یہ قرآن کریم ان کے گذشتہ تعلیمی نقائص کی اصلاح کرکے ان کی آئندہ تعلیم رشد و ہدایت کا کورس ہے۔ عام اس سے کہ وہ متقی صرف ایک وراء الوریٰ ہستی۔ گریٹ پاور یا دست غیب کے ماننے پر مجبور ہوکر ایمان لاتے ہوں یا اس پر کامل ایمان لاکر نماز کو قائم کرتے ہوں اور اپنی خداداد فطری طاقتوں اور استعدادوں کو قوۃ سے فعل میں لانے والے بھی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمانیت کے فیضان سے دنیا میں مہیا کیا ہے وہ انھیں فضول اور عبث اور ناقابل نہ سمجھتے ہوں یا جن

اشیاء کو ہم نے ان کے فائدہ اٹھانے ان سے کام لینے کے لیئے مہیا کیا ہے اُلٹا انھیں اپنا دیوتا سمجھ کر خدا کی قدر وعظمت نہیں نہیں اس کے ساتھ ہی اپنی قدر ومنزلت کو خاک میں ملانے والے نہ ہوں۔ یا وہ لوگ ہوں جو اس پر عمل پیرا ہوں جو تجھ پر اُتارا گیا اور جو تجھ سے پہلے اُتارا گیا اور انھیں آخرت کا بھی کامل یقین ہے یہی لوگ ہیں جو ہدایت کے گھوڑوں پر سوار ہیں اور فلاح اور کامیابی کی گول تک پہنچنے والے ہیں۔

اگر تمام مذاہب کے علماء وفضلا طلیق اللسان لیکچراروں اور فلسفہ جدیدہ کے جبہ برداروں کو ایک رلیجیس کنونشن مذہبی کانفرنس میں مدعو کیا جاوے اور ان کے سامنے یہ سوال پیش کیا جاوے کہ دنیا میں نوع انسان کے لیئے سب سے بہتر اور مفید کونسا مذہب ہے تو پلیٹ فارم پر سے اس قدر مختلف آوازیں بلند ہونگی کہ دنیا کے کسی اور مسئلہ پر اس قدر اختلاف آراء ظہور میں نہ آئے گا۔ اور پھر خطیبانہ بلند آہنگیاں جذبہ انگیز استعارہ طرازیوں خشک منطق اور بے آب فلسفہ سے ہر ایک اپنے ہی مذہب ملت مت اور سدھانت کو سدھ کرے گا۔ ایک محقق کے لیئے سچا اور صحیح مذہب دریافت کرلینا آسان نہ ہوگا۔

لیکن اگر قومی تعصبات۔ پیدائشی تاثرات اور موروثی جذبات سے قطع نظر کرلی جاوے تو تحقیق کی عدالت سے بالآخر یہ فیصلہ صادر ہوگا کہ جو مذہب منازل حیات انسانی کے طے کرنے کے لیئے فرائض معیشت کے ادا کرنے کے لیئے فطری استعدادوں کی نشو ونما کے لیئے متمدن اور مہذب انسان بننے کے لیئے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ باخدا انسان بننے کے لیئے بہترین تعلیم وتلقین کرے۔ وہی مذہب سب سے اعلیٰ اور بہتر سمجھا جاوے گا۔ مختصر الفاظ میں یہ کہ جو مذہب مدنیت فاضلہ کی تعلیم دے۔ تمدن نام ہے تعاون وتناصر باہمی کا یعنی ایک دوسرے کی مدد کرنا۔ بظاہر یہ الفاظ معمولی معلوم ہوتے ہیں مگر غور کرو اور جہاں تک نظر پہنچ سکتی ہے غور کرو کوئی کام اس حسن آباد ارضی یا شاہد نیچر کا بغیر تعاون وتناصر باہمی ممکن ہی نہیں جب تک زمین اپنے آغوش میں بیج کو نہ لے اور دایہ فطرت اس کے لیئے نشو ونما کے ذرات جمع نہ کرے حرارت اور رطوبت اپنا اثر اس پر نہ کرے۔ خدا کے بنائے ہوئے سورج چاند اور ستارے باد و باران رعد اور کڑک جب تک سب کے سب ملکر کام نہ کریں گھاس کے ایک تنکے کا پیدا ہونا ناممکن ہے۔ حیات انسانی کا قیام جن افعال پر منحصر ہے وہ دو قسم کے افعال ہیں۔

(۱) وہ افعال جن سے حیات انسانی براہ راست وابستہ ہے۔

(۲) وہ افعال جن پر حیات انسانی بالواسطہ مشروط ہے۔

وہ افعال جن پر حیات انسانی براہ راست وابستہ ہے ان کے لیئے ہمیں کسی قسم کی ہدایت کی ضرورت نہیں خود دایہ فطرت ان کی تعلیم کا بندوبست کرتی رہتی ہے اور ان میں سے بیشتر ایسے افعال ہیں جو بغیر ارادہ کے خود واقع ہوتے رہتے ہیں۔ مثلاً آلات انہضام کے افعال تنفس۔ حرکت قلب دوران خون۔ بھوک پیاس۔ نیند کے وقت آنکھوں کے پپوٹوں کا خود بخود بند ہوجانا۔ سینکڑوں قسم کی زہروں کا بدن سے اخراج یہ ایسے افعال ہیں جن کے لیئے ہمیں کسی معلم کا شرمندہ احسان ہونا نہیں پڑتا بلکہ یہ سارے کے سارے افعال خود بخود انجام پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم اور کرم عمیم ہے کہ اس نے یہ سارے امور انسان کے ارادہ پر منحصر نہیں رکھے۔ ورنہ یہ ظالم اور جاہل انسان اپنی غفلت سے اپنی زندگی کو کبھی قائم نہ رکھ سکتا۔

دوسری قسم کے وہ افعال جن پر ہماری زندگی بالواسطہ مشروط ہے یعنی افعال کسب معیشت عمل تزویج تربیت اولاد حقوق العباد یعنی تعاون وتناصر باہمی جن اصولوں پر یہ ساری باتیں منحصر ہیں ان کا نام موجودہ زمانہ میں اصول تمدن رکھا گیا۔ فلسفہ جدیدہ نے یہ معیار ہمارے سامنے مذہب کی صداقت کو پرکھنے کا پیش کیا ہے اور یہ امر بدیہی ہے کہ انسان مدنی الطبع ہے دنیا میں رہ کر علایق دنیوی کی زنجیروں سے بچنا امر محال ہے۔ سمندر میں رہیں اور سمندر کی حالت شور۔ اعتدال جوار بھاٹا وغیرہ کا اثر نہ ہو یہ ناممکن ہے انسان شاہد نیچر کی آنکھ کے اشارہ پر کاٹھ کے پتلے کی طرح ناچتا ہے پھر شاہد نیچر کا رازدان نہ ہونا اس کے لیئے بدبختی کا موجب ہے۔ اس لیئے لازمی امر ہے کہ وہ کائنات میں اپنے منصب کو سمجھے۔ اسی بات کو سمجھانے کے لیئے خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا کے مختلف ملکوں میں نبی آئے تا وہ لوگوں کو بتلا دیں کہ انسان کا درجہ اس کائنات ارضی میں کیا ہے اور انسان کے انسان پر کیا حقوق ہیں۔ تاکہ یہ سیلف کنٹرول مشین اپنے بنانے والے کی غرض وغایت کو مفقود نہ کردے۔ اور وہ نہ صرف اپنے صانع کو بیوقوف بتائے بلکہ خود بھی اس کی نظروں سے گر جائے۔ غرض خدا پر یہ فرض کہ

وہ انسان کے لئے گائڈ بک بھیجے۔ جس میں انسان کے بنانے کی غرض و غایت مذکور ہو۔ اور ان امور مہمہ کے سرانجام دینے کے لئے مفصل ہدایات درج ہوں۔ اور انسان پر یہ فرض کہ وہ اسکی رضا کی راہوں پر چلے اور اپنے سپرد شدہ امور کو بطریق احسن پورا کرے ضرورت الہام کو قریباً سب مذاہب تسلیم کرتے ہیں۔ مگر حصول الہام میں آکر اختلاف شروع ہوا۔ اسلام کہتا ہے۔ الرحمٰن علم القرآن - الہام الٰہی رحمانیت الٰہی کے تقاضے سے نازل ہوتا ہے اور نبوت موہبت الٰہی ہے کسبی نہیں

گورنمنٹ کا فرض اولین ہے کہ وہ رعایا کے لئے قوانین مرتب کرے اور رعایا تک انہیں پہنچائے برخلاف اس کے ہمارے آریہ دوست کہتے ہیں کہ نہیں ہدایت آنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ کوئی شخص اپنے گذشتہ جنم کے اعمال کے لحاظ سے قوانین پانے کا اپنے آپکو اہل ثابت کرے - انکا مذہب یہ ہے کہ اس سرشٹی سے پہلے بھی سرشٹی تھی اور جن چار لوگوں نے اس گذشتہ سرشٹی میں سب سے اعلے کام کئے ہوں انہیں کو ویدوں کا گیان ملتا ہے۔ خواہ وہ وید ساری دنیا میں پہنچیں یا نہ پہنچیں - یا صحیفہ عالم ہزار ہا برس تک نہایت ذلالت اور تاریکی میں رہے۔ مگر خدا کی طرف سے کوئی اور الہامی کتاب نہیں نازل ہو سکتی - وید صحیفہ ہستی ہے گم رہے تو ہستی کے لئے دیکھو سوامی دیانند کا مہاراج کی ستیارتھ پرکاش اور بھاشیہ بھومکا - فاضل مترجم فرماتے ہیں - کہ چونکہ یورپین فاضل ویدوں کے نزول کا بیان کرتے ہیں . . . .

. . . . . . ویدوں کے رواج بند ہونے کا زمانہ ہے۔ اس عقیدہ پر مفصلہ ذیل اعتراض ہیں

(۱) اگر گذشتہ سرشٹی میں سے وہ چار رشی بھی اپنے اعمال کی رو سے الہام الٰہی پانے کے ناقابل ہوتے تو کیا دنیا الہام الٰہی سے محروم رہتی - کیونکہ جب ارب دو ارب مخلوق میں سے صرف چار اشخاص کے اعمال ہی اس امر کے متقاضی ہوسکتے ہیں کہ انہیں وید دیا جائے تو ممکن تعداد بھی کم ہوتی کیونکہ انکی اس عبادت مخلوق ہی کو کوئی نسبت نہیں *

(۲) جب الہام خدا تعالیٰ کی محض رحمانیت کے تقاضے سے نہیں ملتا - بلکہ اس کا ملنا اعمال پر منحصر ہے تو یہ وید ان کی جائداد خود رشیوں کی پیدا کردہ جائداد ہے اور ایشور نے انہیں ہی بلا شرکت غیرے ویدوں کا مالک بنایا ہے کیونکہ خود انہوں نے محنت کرکے اسے پایا ہے تو یہ جائداد انہیں اپنا ملک۔ جب ہمارے اعمال ہی اس قسم کے نہ تھے۔ کہ ہمیں وید دیئے جاتے تو ہم ویدک رشیوں کی ذاتی جائداد پر قبضہ کرکے مجرم کیوں بنیں *

* تو کیا دنیا الہام الٰہی سے محروم رہتی؟

(۳) آریہ سماج کا عقیدہ ہے۔ کہ رشی لوگ مکتی خانہ سے اپنے کسی گذشتہ سرشٹی کے کسی گناہ کے عوض جو ایشور جی کو یاد رہتا ہے باہر کئے جاتے ہیں۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ نیک اعمال کی جزا تو وہ مکتی خانہ میں پاچکے۔ اب تو ان کے دامن عصمت پر گناہ کا داغ ہے جو انہیں مکتی خانہ سے باہر نکالتا ہے۔ تو کیا وید بھی گناہ کے عوض دیئے جاتے ہیں۔ اگر کہو کہ مکتی خانے میں پوری پوری جزا انہوں نے نہیں پائی تھی۔ بلکہ ان کے اسقدر نیک اعمال ایشور نے رکھ لئے جنکے عوض وید دیئے جاتے۔ مگر آپ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ مکتی کے عرصے میں روحیں وید کا پاٹھ کرتی رہتی ہیں۔ تو ابھی ابھی چونکہ وہ مکتی خانہ سے باہر آئی ہیں۔ انہیں وید تو خود یاد ہیں۔ کیونکہ وہ ویدوں کو کئی ارب برس تک رٹتی رہی ہیں۔ تو دوبارہ ان پر نزول وید سے فائدہ - آمدم برسر مطلب

قرآن کریم جو مدنیت فاضلہ کا معلم ہے فرماتا ہے۔ وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ وھدیً و رحمۃ لقوم یؤمنون - اس کتاب کے نزول کی علت غائی یہ ہے۔ کہ وہ دنیا جہان کے اختلافات کو مٹا کر دنیا کے لئے کامل ہدایت نامہ اور رحمت ثابت ہو۔ دنیا میں کوئی ایسا صحیفہ بجز قرآن کریم موجود نہیں۔ جس نے یہ تعلیم دی ہو کہ تمام قوموں میں نبی اور الٰہی فرشتے آئے۔ ولکل قوم ھاد - ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر - اور تمام ان اختلافات اور مناقشات کا خاتمہ کردیا۔ جو مختلف مذاہب میں یہ سمجھنے سے پیدا ہوا کرتے ہیں۔ کہ صرف ہماری ہی کتاب الہامی کتاب ہے اور ہمارے ہی رشی سچے رسول ہیں۔ اور باقی سب جھوٹے اور مکار تھے۔ اس موجودہ تہذیب و تمدن کے زمانے میں ایسی ہی کتاب کی ضرورت تھی کہ جس طرح سے جسمانی طور پر ہماری ضروریات میں تمام ممالک کی چیزیں اکٹھی ہوگئیں - کپڑا انگلینڈ کا ہے۔ تو بٹن جرمنی کے - دیا سلائی سویڈن و امریکہ کی ہے۔ تو صابن اٹلی کا۔ غرض دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جس کی مصنوعات ہمارے استعمال میں نہ ہوں۔ اسی طرح کتاب بھی ایسی کتاب ہونی چاہئے تھی جو تمام ممالک کے الہامی کلاموں کا مجموعہ یعنی صحف مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ - حسب دعوےٰ ہمارے دنیا کے اسوقت تک کتابیں منصۂ ظہور پر آچکیں۔ وہ سب کی سب اس پاک کتاب میں موجود ہیں۔ کہا جائیگا کہ جب وہ ساری کی ساری الہامی کتابیں دنیا میں موجود ہیں تو خدا کی طرف سے ان کا مجموعہ تیار ہوکر اترنے کی کیا ضرورت ہے

تو انسان بھی کرسکتا ہے۔ کہ ان سب کو جمع کرکے ایک جلد میں بندھوالے - قرآن مجید خود اسکا جواب دیتا ہے۔ وان لکم فی الانعام لعبرۃ نسقیکم مما فی بطونہ من بین فرث ودم لبنا خالصا سائغا للشاربین - اے انسان اگر تیرے خیال میں یہ وہم اٹھتا ہے کہ تو خود ایسا مجموعہ تیار کرسکتا ہے۔ تو تو چارپایوں میں غور کر۔ کہ وہ کس طرح سے خدا تعالیٰ کی لہلہاتی کھیتیوں کو چرکر گوبر اور خون بنادیتے ہیں پھر اس میں سے ہم صاف اور مصفا دودھ نکالتے ہیں جنہیں تم خوش ہوکر پیتے ہو۔ بس یاد رکھو۔ کہ دنیا کے مختلف ممالک میں جو صحیفے ہم نے بھیجے ان کو نادانوں نے اپنے دستبرد سے گوبر اور خون بنا دیا - انسان کی طاقت نہیں کہ وہ اس گوبر اور خون سے دودھ نکال سکے۔ یہ تو خدا کی مشین کا کام ہے - ایک کیمیکل ایگزامینر تمہیں یہ تو بتلا سکتا ہے۔ کہ اس دودھ میں فلاں فلاں اجزا اتنے اتنے ہیں۔ اور خالص پانی اتنا اور دوسرے اجزا اتنے - مگر اگر انہیں کہا جائے۔ کہ حضور یہ لیجئے اتنا ہی سامان اور فلاں فلاں چیز اور ویسا ہی دودھ بنا دیجئے۔ تو وہ کہیں گے کہ یہ نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح سورسز آف اسلام لکھنے والے یہ تو بتلادینگے کہ قرآن کی فلاں تعلیم وید سے اور فلاں بائیبل سے اور طالمود سے اور فلاں ژند اوستا سے لی گئی ہے۔ مگر اگر انہیں صاحبان کو یہ کہا جائے۔ کہ یہ سب صحیفے حاضر ہیں آپ بھی اس قرآن کی مانند ایک کتاب بنا دیجئے - تو فبھت الذی کفر والا معاملہ ہوجائے گا۔

الغرض قرآن کریم نے یہ دعوےٰ کیا ہے۔ کہ باقی سب صحیفے الہامی تو ہیں۔ مگر ان کی شکل ایسی ہوگئی ہے کہ جیسے گوبر اور خون کہ جس میں دودھ بھی موجود ہوتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے سب سے پہلے جو دعوےٰ کیا۔ وہ لاریب ہونے کا ہی ہے کہ شک و شبہ سے پاک صرف یہی کتاب ہے۔ اب ہم نے یہ تحقیق کرنا ہے۔ کہ کیا واقعی باقی سب صحیفے مشکوک ہوگئے ہیں۔ میرے زیر نظر اسوقت وید مقدس ہے۔ یہ مقدس صحیفہ اسی شکل و صورت میں جیسا کچھ موجود ہے - ایک کیمیکل ایگزامینر کی طرح اسی کا ہم تجزیہ اور تحلیل کرکے دیکھیں گے۔ وید مقدس کس پر نازل ہوا جونہی ہم نے یہ سوال پیش کیا۔ مختلف آوازیں ہمارے کان میں پہنچیں بعض ستی صاحبان نے کہا کہ برہما جی نے ان کو بنایا۔ بعض نے کہا ویاس جی نے مرتب کیا۔ بعض نے کہا اسکے چار شاگردوں نے ترتیب دیا۔ ایک طرف سے سوامی دیانند جی مہاراج نے آواز دی۔ سب جھوٹے ہیں - چار

رشیوں - اگنی - وایو - انگرا - ادیتہ پر اُترا تھا بعض نے کہا کہ وہ دو سرکمتر ہیں - ہر ایک سوکت کے منتر پر بنانیوالے کا نام اور جس دیوتا کی تعریف میں کہا گیا اور جس چھند میں کہا گیا - سب کچھ لکھا ہوا ہے۔ بات تو معقول تھی - مگر ہمیں تحقیق حق سے غرض ہے - اور دوسرے یہ کہا تھا کہ اس تہذیب و تمدن کے زمانے میں اپنے قدرتی لباس میں بیٹھے ہیں - تن عریاں سے بہتر نہیں - دنیا میں لباس - یہ وہ جامہ ہے کہ جس کا نہیں سیدھا اُلٹا کی مثال اُن پر صادق آتی ہے۔ اور الناس باللباس متمدن ممالک کا مسلمہ مسئلہ ہے - مگر ہم بمصداق قول انظر الیٰ ما قال ولا تنظر الیٰ من قال کے ماتحت انہی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ سوامی جی نے فرمایا وید چار ہیں - اور چار رشیوں - انگرا - ادیتہ - اگنی - وایو کو گیان ہوا ہم نے عرض کی - کہ سوامی جی یہ تو غیر ذی شعور مادی اشیاء ہیں۔ آپ نے فرمایا الیامرت کہو - یہ دنیا کے شروع میں جسم والے انسان ہوگذرے ہیں۔ کیونکہ بیجان شئے میں گیان کا ہونا ناممکن ہے - جہاں معنے میں غیر امکان ہوتا ہے - وہاں لکشنا یعنی استعارہ ہوتا ہے - مہاتما جی نے بات تو معقول کہی - مگر اس کا کوئی منقولی ثبوت بھی ہے۔

سوامی جی نے شت پتھ براہمن کانڈ ۱۱ ادھیائے ۵ سے اگنیاو رگویدو وایوہ یجرویداہ - سوریہ سام ویداہ پڑھا - اور خاموش ہوگئے - ہم نے کہا مہاتما جی اس کے معنے تو صرف یہ ہیں کہ اگنی سے رگوید ہوا۔ وایو سے یجروید - سورج سے سام وید - نہ تو یہاں یہ ذکر ہے - کہ ان پر یہ وید الہام ہوئے - اور نہ چار ویدوں کا ذکر ہے - بلکہ وید تین ہیں - اور رشی بھی تین چوتھا رشی اور وید ندارد ہے - نہ اس کے ساتھ رشی اور رسول کا شبہ ہے - منوسمرتی بھی اس کی تردید کرتی ہے کہ وید چاروں رشیوں کو ملے - منوسمرتی کے شلوک ۱۱ - ادھیائے اول سے بھی صاف ظاہر ہے - کہ وید برہما جی کو دیئے گئے تھے - اور وہی سب سے پہلے انسان ہیں - اور شوتیا شوتر اپنشد بھی ان تینوں کی تائید کرتا ہے - سوامی جی نے یجروید ادھیائے ۳۱ منتر ۷ پیش کیا ہے - مگر افسوس وہاں بھی چوتھے رشی اور چوتھے وید یعنی اتھروَن وید کا نام نہیں۔

البتہ ایک حوالہ اتھروَن وید کا ضرور ہے - جس میں اتھروَن کو بھی وید کہا گیا ہے - مگر چونکہ متنازعہ فیہ ہے - اس کا بیان کسی صورت میں جائز نہیں

(۲) دوسرا سوال وید تعداد میں کتنے ہیں - بعض نے کہا ایک - رگوید - اور کچھ نے کہا تین - اتھروَن نے کہا چار - بعض سناتنی صاحبان نے وید کے ایک ہونے کا تاریخی ثبوت پیش کیا - کہ ویاس جی نے اس ایک وید کو چار حصوں میں اس لئے تقسیم کیا کہ کل جُگ میں اتنے بڑے وید کو کون پڑھیگا - چنانچہ ان برہمنوں کی چار مشہور ذاتوں میں ایک ایک حصہ تقسیم کردیا گیا - ویدی ایک حصہ - وید والے دوبے دوسرا حصہ - وید والے ترواری تیسرا حصہ - ویدوالے چوبے چوتھا حصہ - ویدوالے اس میں شک نہیں - یہ ایک اعلےٰ درجہ کا تواریخی ثبوت ہے

(۳) تیسرا سوال یہ تھا - وید کب نازل ہوئے پروفیسر میکسمولر نے کہا مختلف زمانوں میں ہوا ان کا زمانہ نزول ۸۰۰ لغایت ۱۰۰۰ سال قبل مسیح ہے - بنیٹلے کے نزدیک اور بعض دیگر یورپین مصنفوں کے نزدیک قریباً ۲۰۰۰ قبل مسیح - اور سوامی دیانند جی کے نزدیک ایک ارب چھیانوے کروڑ آٹھ لاکھ باون ہزار نو سو چھہتر برس ویدوں کو نازل ہوئے ہوگئے ہیں - مہاتما جی کے شاگرد رشید پنڈت لیکھرام جی کے نزدیک ایک ارب چھیانوے کروڑ اٹھاون لاکھ چوراسی ہزار نو سو ننانوے برس ہوئے ہیں - گویا مقدس گورو اور شاگرد رشید کے حساب میں بھی ایک کروڑ بیس لاکھ چھیانوے ہزار برس کا فرق ہے - دونو صاحبوں نے بڑی لمبی چھلانگ ماری - مگر افسوس پارسیوں کی کتاب ژند اوستا کے زمانہ نزول کی گرد کو بھی نہ پہنچے اور ستر صفر پیچھے رہ گئے - یہ دیکھکر بائبل کا ایک قصہ یاد آگیا - مذکور ہے کہ دو جانور ایک گھونسلے کی بابت جھگڑ رہے تھے - ایک کہتا تھا کہ یہ میرا گھونسلا ہے - اور دوسرا کہتا تھا کہ یہ میرا ہے - ایک نے کہا کہ اچھا تو بتا اس درخت اس گھونسلے پر تو کب سے رہتا ہے - اس نے جواب دیا - جب سے یہ درخت پیدا ہوا - اسی وقت سے یہ میرا گھونسلا بسیرا ہے - دوسرے نے جواب دیا - کہ بس گھونسلے کا میرا ہونا ثابت ہوگیا اور تو نے خود اقرار کرلیا - کہ گھونسلا تیرا نہیں - بلکہ تو نے بسیرا بعد میں قبضہ کیا ہے پہلے نے تعجب سے پوچھا - وہ کس طرح - تو اس نے جواب دیا - کہ میرا یہ گھونسلا اس درخت پر اس وقت سے ہے - جب یہ درخت ابھی پیدا بھی نہ ہوا تھا - بعینہٖ اسی قسم کی مثال قدامت وید کی ہے - خود شاگرد و استاد میں سوا کروڑ برس کا فرق ہے اب قدیم ہندوؤں کے نزدیک جو زمانہ نزول وید کا ہے - اس کو بھی سُن لیجئے - سوامی جی اس سے انکار نہیں کر سکتے - سوامی جی مہاراج نے ستیارتھ پرکاش کے صفحہ نو ۲۴۴ پر آریہ ورت کے راجاؤں کا ایک شجرہ نسب درج کیا ہے. مہاراجہ یدھشٹر سے راجہ یشپال تک جنکی لڑائی سلطان شہاب الدین غوری کے ساتھ ہوئی - وہ لکھتے ہیں - ۱۲۴ پشتیں ہیں - اور اُن کا درمیانی زمانہ ۴۱۵۷ نو ماہ چودہ دن بتلاتے ہیں - پھر سوامی جی نے غوری سلطان شہاب الدین کی لڑائی سے اب تک ۷۵۴ سال ایک ماہ - ۱۷ دن بتلایا ہے - پھر یدھشٹر سے برہما جی تک ۸۴ پشتیں ہوتی ہیں یعنی منوجی تک ۴۵ اور ۳۹ پشت برہما جی تک - اوسط مناسبہ کے حساب سے ان کی میعاد ۱۶۳۷ برس ہوئے - گویا دنیا کو پیدا ہوئے ہوئے کل ۶۵۴۸ برس ہوئے ہیں - اس کی تصدیق کالندھر پرکاش سے بھی ہوتی ہے - اس میں کرشن جی کے زمانے کو آجتک ۳۲۰۰ برس لکھے ہیں اور برہما جی سے کرشن تک ۶۶ پشتیں اس حساب سے بھی ساڑھے چھ ہزار برس دنیا کی عمر معلوم ہوتی ہے۔

تیسرا ثبوت جوگ وسشٹ کا ہے - جس میں وششٹ رشی رام چندر جی کا سلسلہ نسب برہما جی سے ملاتے ہیں - اُن کے درمیان ۵۹ پشتیں ہیں جنکی اوسط ۲۰۰۰ برس ہوتی ہے - رامچندر جی سے بکرماجیت تک ۵۶ پشتیں ہیں - اور سمت بکرمی آجکل ۱۹۷۱ ہے - تو اس حساب سے بھی قریباً ساڑھے چھ ہزار برس ثابت ہوتے ہیں

مگر حضرات مجھے افسوس ہوا کہ میں نے آپ کا اس قدر وقت ضایع کیا - فیصلہ کی بات وید بھگوان نے خود فرما دی ہے - یا اوشدھیہ دیوبھیہ ستریگیم پورواجاتاما - یعنی یہ جو بوٹیاں وغیرہ ہیں زمین سے تین یگ پہلے جاتاما پیدا ہوئی تھیں - یجروید ادھیائے بارہ منتر ۷۵.

(۴) چوتھا سوال الہام کس طرح ہوا. سوامی جی کہتے ہیں - اگنی - وایو - ادیتہ - انگرا - ان چاروں آدمیوں کو جیسے کوئی باجے کو بجا دے یا کاٹھ کی پتلی کو نچا دے - اسی طرح ایشور نے ان کو منتر ماننتر کیا تھا - یہ ایسی لغو تشبیہ ہے - کہ خود آریہ سماج نے اس کو محسوس کیا ہے - اور یہی وجہ ہوسکتی ہے کہ اردو ترجمے میں ان الفاظ کو نہیں لکھا - دوسرا قول وید ایشور سے سانس کی طرح ظاہر ہوئے -

تیسرا قول اگنی وایو سوریہ سے تین سناتن برہم رگ یجور سام نشانیوں کو یگیہ کی سدھی کے لئے برہما نے دوہا - گویا جس طرح گائے سے دودھ دوہا جاتا ہے اسی طرح وید دوہے گئے - منوسمرتی ادھیائے پہلا شلوک ۲۳ ۔ (باقی آئندہ)